"جادۂ اعتدال"

مولانا محمد عبد الحق چوہان

مکتبہ اہل سنت والجماعت لیاقت آباد کراچی ۹ کا شائع کردہ کتابچہ "اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم پر بہتان" تالیف مولانا عبدالرشید نعمانی اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔ نعمانی صاحب کا یہ کتابچہ درحقیقت "مجلس عثمان غنی کورنگی کراچی" کی طرف سے شائع کردہ کتابچہ "حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادۃ کیوں اور کیسے؟" کے جواب میں ہے جسے ڈاکٹر احمد حسین کمال نے مرتب کیا ہے ہمارے نزدیک مرتب رسالہ اور اس پر ناقد دونوں حضرات افراط و تفریط میں مبتلا ہیں۔ مزید برآں نعمانی صاحب کی مختلف تحریرات کے مطالعہ کے بعد ایسا ہی محسوس ہوتا ہے کہ نعمانی صاحب، مودودی کی "خلافت و ملوکیت" سے مترشح ہونے والے نظریات سے بُری طرح متأثر ہیں۔ اور "طابَقَ النَّعْلُ بِالنَّعْلِ" والی کیفیت ہے۔ بلکہ بعض نظریات میں تو نعمانی صاحب اپنے پیش رو سے دو قدم آگے ہی نظر آتے ہیں۔ جن علماء کرام نے ناموس صحابہ کا تحفظ کرتے ہوئے سبائیوں کی جعلی اور وضع کردہ مکذوبہ تاریخی روایات کی تردید کی ہے۔ جیسے قاضی ابوبکر ابن العربی المولود ۴۶۸ھ المتوفی ۵۴۳ھ اور حافظ ابن تیمیہ وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔ ان حضرات کی کتب پر اعتماد نہ کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے "وکالت کی بنیادی کمزوری" کے زیر عنوان مودودی صاحب تحریر کرتے ہیں:

"ماخذ کی اس بحث کو ختم کرکے آگے بڑھنے سے پہلے میں یہ بات بھی واضح کردینا چاہتا ہوں کہ میں نے قاضی ابوبکر ابن العربی کی "العواصم من القواصم" امام ابن تیمیہ کی "منہاج السنۃ" اور حضرت شاہ عبدالعزیز کی "تحفۂ اثنا عشریہ" پر انحصار کیوں نہ کیا — میں ان بزرگوں کا نہایت عقیدت مند ہوں اور یہ بات میرے حاشیۂ خیال میں بھی کبھی نہیں آئی کہ یہ لوگ اپنی دیانت و امانت اور صحتِ تحقیق کے لحاظ سے قابل اعتماد نہیں ہیں۔ لیکن جس وجہ سے اس مسئلے میں ۔ میں نے ان پر انحصار کرنے کے بجائے براہِ راست اصل ماخذ سے خود تحقیق کرنے اور اپنی آزادانہ رائے قائم کرنے کا راستہ اختیار کیا۔ وہ یہ ہے کہ ان تینوں حضرات نے دراصل اپنی کتابیں تاریخ کی حیثیت سے بیانِ واقعات کے لئے نہیں بلکہ شیعوں کے شدید الزامات اور ان کی افراط و تفریط کے رد میں لکھی ہیں جس کی وجہ سے عملاً انکی حیثیت وکیل صفائی کی سی ہوگئی ہے۔ اور وکالت خواہ وہ الزام کی ہو یا صفائی کی۔ اسکی عین فطرۃ یہ ہوتی ہے کہ اس میں آدمی اسی مواد کی طرف رجوع کرتا ہے جس سے اس کا مقدمہ مضبوط ہوتا ہو۔

اور اس مواد کو نظر انداز کر دیتا ہے جس سے اس کا مقدمہ کمزور ہو جائے۔ خصوصیت کے ساتھ اس معاملہ میں قاضی ابوبکر تو حد سے تجاوز کر گئے ھیں" ۔ [ص ۳۲]

بایں ادب و احترام ان حضرات کی کتب پر اعتماد نہ کرنے کی صرف یہی وجہ ہے کہ یہ حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف سے صفائی کے وکیل ہیں۔ لیکن نعمانی صاحب اپنی تحریرات میں قاضی ابوبکرؒ پر ناصبی ہونے کا الزام عائد کرتے ھیں۔

حضرۃ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلافتِ عثمانی کے دوسرے عُمّال کی دیانت تقویٰ اور فضیلت کی نفی کرتے ہوئے مودودی صاحب تحریر کرتے ھیں :

اوّل یہ کہ اس خاندان کے جو لوگ دورِ عثمانی میں آگے بڑھائے گئے وہ سب طلقاء میں سے تھے طلقاء سے مراد مکّہ کے وہ خاندان ھیں جو آخر وقت تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دعوۃ اسلامی کے مخالف رہے۔ فتح مکّہ کے بعد حضور نے ان کو معافی دی۔ اور وہ اسلام میں داخل ہوتے۔ حضرۃ معاویہ ولید بن عقبہ مروان بن الحکم انہی معافی یافتہ خاندانوں کے افراد تھے۔ ["خلافت و ملوکیت" ص ۱۰۹]

حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد ماجد حضرۃ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے متعلق نعمانی صاحب کا اندازِ تحریر بھی بعینہٖ اسی طرح ہے۔ نُعمانی صاحب نے "حدیث قسطنطنیہ" کے عنوان سے ایک طویل مضمون تحریر کیا ہے اس میں وہ تحریر کرتے ہیں :

حضرۃ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما حضرۃ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی تھے۔ یہ یزید کیا چیز ہے اس کے والد ماجد معاویہ اور جدِ امجد ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بنصِ قرآن افضل ہیں۔ کیونکہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو "مؤلفۃ القلوب" میں تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے، طلقاء میں ان کا شمار ہے۔ ("حدیث قسطنطنیہ" ماہنامہ "الصالح" لاہور۔ بابت ذوالقعدہ و ذوالحجہ سنہ ۱۴۰۹ھ شمارہ ۳ ج ۲ ص ۱۰ ۱۲)

نُعمانی صاحب نے بھی روافض کا اندازِ تحقیق اختیار کیا ہے جس طرح وہ یزید کے پردے میں صحابہ اور خصوصاً حضرۃ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص کا پہلو نکالتے ہیں، مولانا کا اندازِ تحریر بھی بالکل اسی طرح کا ہے۔ اور تحقیقی اعتبار سے مولانا کا یہ دعویٰ ہی غلط ہے کہ حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے تھے کیونکہ حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے قبل ہی دولتِ اسلام سے سرفراز ہو چکے تھے، جب ان کا اسلام ہی فتح مکہ سے قبل ہے تو پھر "طلقاء" اور "مؤلفۃ القلوب" میں ان کا شمار کس طرح ہو گا۔ شیخ کمال الدین الامیری حضرۃ

معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعارف بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

ومولده رضي الله عنه بالخيف من منى اسلم قبل ابيه ابي سفيان وصحب رسول الله صلى الله عليه وسلم وكتب له [حياة الحيوان ج ۲ ص ۵۸]

آپ کی جائے پیدائش منیٰ کے اندر مقام خیف ہے یہ اپنے والد ابوسفیان سے پہلے مسلمان ہوئے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کتابت کی خدمت بھی سرانجام دی۔

علامہ محمد ابن سعد اپنی مشہور کتاب "الطبقات الکبریٰ" میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے تعارف میں تحریر کرتے ہیں: ———

معاوية بن ابي سفيان بن حرب بن امية بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصي وامه هند بنت عتبة بن ربيعة بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصي ويكنى معاوية اباعبد الرحمن وله عقب وكان يذكر انه اسلم عام الحديبية وكان يكتم اسلامه من ابي سفيان. قال فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة عام الفتح فاظهرت اسلامي ولقيته، فرحب بي. وكتب له وشهد معاوية مع رسول الله صلى الله عليه وسلم حنيناً والطائف واعطاه رسول الله صلى الله عليه وسلم من غنائم حنين مائة

حضرۃ معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی اور ان کی والدہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی، اور حضرۃ معاویہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے اور ان کے متعلق یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ صلح حدیبیہ کے سال مسلمان ہوتے تھے اور انہوں نے اپنے والد ابوسفیان سے اپنے اسلام کو مخفی رکھا، وہ خود ہی فرماتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال مکہ میں داخل ہوئے تو میں نے اپنے اسلام کو ظاہر کر دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمۃ میں حاضر ہوا آپ نے مجھے خوش آمدید کہا۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کتابت کی خدمت سرانجام دی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین اور طائف میں شریک ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ

من الابل واربعين	وسلم نے حنین کے مالِ غنیمت میں سے ان کو ایک
اوقية وزنها بلال	سو اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی عنایت کی تھی
وروى عن رسول الله	اور حضرۃ بلال رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے چاندی
صلى الله عليه وسلم	کا وزن کیا تھا۔ اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
احاديث [ص ۴۰۶ ج ۷]	سے کئی حدیثیں بیان کی ہیں۔

اور المحدث الفقیہ الشیخ احمد بن حجر الہیتمی المکی المتوفی ۹۷۴ھ اپنی مشہور تالیف "تطہیر الجنان واللسان" میں "فی اسلام معاویۃ رضی اللہ عنہ" کے زیرِ عنوان تحریر کرتے ہیں:

على ما حكاه الواقدي بعد	واقدی کی روایت کے مطابق ان کا اسلام
الحديبية وقال غيره بل	حدیبیہ کے بعد ہے اور اس کے علاوہ دوسرے حضرات
يوم الحديبية وكتم اسلامه	کا قول ہے کہ حضرۃ معاویہ یوم حدیبیہ کے موقع پر
عن ابيه وامه حتى اظهره يوم	اسلام سے مشرف ہوئے اور انہوں نے اپنے والدین
الفتح۔ فهو في عمرة	سے فتح مکہ تک اپنے اسلام کو مخفی رکھا، یہ عمرۃ
القضية المتاخرة عن الحديبية	قضاۃ کے دن مسلمان تھے جو صلح حدیبیہ سے ایک
الواقعة سنة سبع قبل	سال بعد اور فتح مکہ سے ایک سال قبل ۷ھ میں
فتح مكة بسنة كان مسلماً	واقع ہوا۔ اس رائے کی تائید اس روایت سے
ويؤيده ما اخرجه احمد	ہوتی ہے جو کہ امام احمد نے محمد الباقر بن علی
من طريق محمد الباقر بن علي	زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہم کے توسط سے
زين العابدين ابن الحسين عن	حضرۃ ابن عباس رضی اللہ عنہم
ابن عباس رضي الله عنهم۔ ان	سے نقل کی ہے اس
معاوية قال نصرت عن	روایت میں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
رسول الله صلى الله عليه وسلم	فرماتے ہیں کہ میں نے مقام مروہ کے نزدیک نبی کریم
عند المروة۔ [ص ۷]	صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ مبارک کے بال کترے۔

اور شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تقریب التہذیب میں حضرۃ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ کے تعارف میں تحریر کرتے ہیں:

مُعاویہ بن ابی سفیان صخر بن	معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ اموی
حرب بن امیہ الاموی	جنکی کنیۃ ابوعبدالرحمٰن ہے یہ خلیفہ اور صحابی ہیں
ابوعبدالرحمٰن الخلیفۃ صحابی	فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے اور کتابتِ وحی کی
اسلم قبل الفتح وکتب الوحی ومات	خدمت بھی انہوں نے سرانجام دی ۶۰ھ کو ماہِ
فی رجب سنۃ ستین وقد	رجب میں انکی وفات ہوئی اس وقت انکی عمر اسّی
قارب الثمانین ۔ [تقریب التہذیب ۲۲۹]	سال کے قریب تھی ۔

ائمہ اسماء رجال کے ان عزو نقول کے بعد یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ حضرۃ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام فتح مکہ سے قبل ہے جب وہ فتح مکہ سے ہی قبل مسلمان ہو چکے تھے تو پھر ان کو طلقاء اور مؤلفۃ القلوب میں کس طرح شمار کیا جا سکتا ہے اور یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہئیے کہ جو لوگ ان حضرات کو "طلقاء" میں شمار کرتے ہیں ان کا مطلب اس سے یہ ہوتا ہے کہ یہ لقب ان کے لئے موجبِ مذمّت ہے جیسا کہ نعمانی صاحب کے اندازِ تحریر سے اور ان کے پیش رو مودودی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ طلقاء کی تعریف ان الفاظ سے کرتا ہے ۔

"طلقاء" سے مراد مکہ کے وہ خاندان ہیں جو آخر وقت تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دعوۃِ اسلامی کے مخالف رہے فتح مکہ کے بعد حضور نے ان کو معافی دی اور وہ اسلام میں داخل ہو گئے ، حضرت معاویہ ، ولید بن عقبہ ، مروان بن الحکم انہی معافی یافتہ خاندانوں کے افراد تھے [خلافت و ملوکیت ص۱۰۹]

اور پھر بطورِ نتیجہ کے خود ہی وہ تحریر کرتا ہے :

لیکن اسلام محض ملک گیری و ملک داری کے لئے تو نہیں آیا تھا وہ تو اوّلاً اور بالذات ایک دعوۃ خیر و صلاح تھا جس کی سربراہی کے لئے انتظامی اور جنگی قابلیتوں سے بڑھ کر ذہنی و اخلاقی تربیت کی ضرورت تھی اور اس کے اعتبار سے یہ لوگ صحابہ و تابعین کی اگلی صفوں میں نہیں بلکہ پچھلی صفوں میں آتے تھے ۔

(خلافت و ملوکیت ص۱۰۹-۱۱۰)

اسی بناء پر ان لوگوں کے ہاں یہ لفظ کلمہ تحقیر ہے اور کسی صحابی کو حقارۃ آمیز کلمہ سے تعبیر کرنا رفض خفی ہے کسی شخص نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص حضرۃ معاویہ اور عمرو بن العاص کی تنقیص کرتا ہے تو کیا اسکو رافضی کہا جائے گا آپ نے جواباً ارشاد فرمایا :

فقال انہ لم یجتری علیہما	آپ نے فرمایا اس شخص میں مخفی برائی ہے کیونکہ

الدولة خبيثة سوء ما انتقص
احد احداً من الصحابة الدولة
داخلة سوء ___
[البداية والنهاية ص۱۳۹، ج ۸]

کوئی شخص بھی صحابہ کی تنقیص کی جرأۃ نہیں کرتا
مگر وہ شخص کہ جس میں مخفی برائی ہو۔ اور کوئی شخص
کسی ایک صحابی کی تنقیص نہیں کرتا مگر اس کی
نیّت بد ہوتی ہے۔

بعض لوگوں کو اس امر سے اشتباہ ہوگیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ کو غزوۂ حنین کے مالِ غنیمت سے بہت سا مال عنایت کیا تھا۔ یہ علامت ہے اس بات کی کہ حضرۃ معاویہ مؤلفۃ القلوب میں سے تھے۔ شیخ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ اس خدشہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کے جواب میں فرماتے ھیں:

ومجرد الاعطاء لا يدل على
التأليف - الا ترى ان العباس رضي الله
عنه كتم اسلامه ثم اظهره يوم الفتح
كما مر - ثم اعطاه النبي صلى الله
عليه وسلم ما اطاق حمله من
النقد الذي جاء من البحرين يحكا
ان هذا لا يدل على ان العباس من
المؤلفة قلوبهم فكذالك اعطاء
معاوية شيئاً له بخصوصه ان فرض
صحة وروده لا يدل على انه
كان من المؤلفة قلوبهم - اما
اولاً فلما مر مما يدل على قوة اسلامه
واما ثانياً فالظاهر بكل فرض قوة
اسلامه - واما ثانياً فالظاهر
بكل فرض قوة اسلامه - وانه
اعطاه زيادة في تاليف ابيه

مالِ غنائم سے ان کو اتنا کثیر مال دینا، یہ ان کے
مؤلفۃ القلوب ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ اس
لئے کہ یہ بات بالکل ہی ظاہر ہے کہ حضرۃ
عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اپنا اسلام مخفی رکھا
اور فتح مکہ کے قریب انہوں نے اپنے اسلام کو
ظاہر کیا اور بحرین کے مالِ غنیمۃ میں سے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان کو اتنا مال عطا کیا کہ وہ اس کے
اُٹھانے سے عاجز آگئے۔ لیکن اس کے باوجود
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا مال عطا کرنا ان کے
مؤلفۃ القلوب ہونے پر دلالۃ نہیں کرتا۔ اسی طرح
حضرۃ معاویہ کو اتنا مال دینا ان کے مؤلفۃ القلوب
ہونے پہ دلالۃ نہیں کرتا۔ کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے
اسلام میں اخلاص اور قوۃ تھی جس کے دلائل پہلے
ذکر ہو چکے ہیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ
کو یہ مال ان کے والد ابو سفیان کی تالیفِ قلب

لكونه من اكابر مكة واشرافهم
ومن ثم قال صلى الله عليه وسلم يوم
الفتح "من دخل دار ابى سفيان
فهو آمن" فميزه صلى الله عليه وسلم
بذالك دون غيره زيادة فى
تاليف والاعلان بشرفه وفخره
لا كان يجب الفخر فى قومه واما ابوه
فالظاهر انه كان منهم ثم حسن
اسلامه وتزايد صلاحه حتى
صار من اكابر الصالحين وافاضل
المومنين وانما يذم بالتاليف من
بقى بوصفه ولم يترق
عن كونه ممن يعبد الله على
حرف وحاشا ابى سفيان من
ذالك كما شهدت بذالك آثاره
الصالحة فى الحروب [تطهير الجنان ص٣]

کی بنا پر عطا کیا ہو۔ کیونکہ وہ اشراف مکہ میں سے
تھے اسی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ
کے یوم ان کی عزت افزائی تالیف قلب اور اس کے
اعلان شرف و فخر کے لئے فرمایا تھا کہ "جو شخص ابو سفیان
کی دار میں داخل ہو جائے گا اس کو امان ہوگی"۔
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ابو سفیان
بیشک ابتداً "مولفۃ القلوب لوگوں میں سے تھے
لیکن جلد ہی ان کے اسلام میں اخلاص اور حسن پیدا
ہوگیا تھا حتی کہ وہ اکابر صالحین اور افاضل مومنین
میں شمار ہونے لگے اور وصف تالیف تو ان لوگوں
کے لئے موجب مذمت تھی جو اسی وصف ریب و
شک میں ہمیشہ کے لئے مبتلا رہے اور ان کے
اسلام و ایمان میں رسوخ پیدا نہ ہوسکا۔ لیکن
حضرۃ ابو سفیان رضی اللہ عنہ اس موجب مذمت
وصف سے بہت ہی دور تھے جب کہ غزوات اور
جہاد میں انکا جذبۂ صادق اس پر دلالت کرتا ہے۔

شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالی کی اس تحقیق سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرۃ ابو سفیان رضی اللہ عنہ بھی مولفۃ القلوب لوگوں میں سے نہیں تھے بلکہ ان کے اسلام و ایمان میں اخلاص و رسوخ پیدا ہو چکا تھا۔ لہذا اب بھی اگر کوئی شخص یہ اصرار کرے کہ حضرۃ ابو سفیان مولفۃ القلوب لوگوں میں سے تھے۔ اس کا یہ اصرار ادعائے باطل کے قبیل میں سے ہوگا۔

مولانا نعمانی کے ذہنی میلانات اور ان کے نظریات کی عکاسی بیان کرنے کے بعد اب ہم اصل مبحث اور موضوع کی طرف رجوع کرتے ھیں۔ نعمانی صاحب نے ڈاکٹر کمال کے رسالہ سے اوّلاً جو اقتباس پیش کیا ہے۔ اس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں : ——

"مدینہ کے ایک گروہ کی حوصلہ افزائی پاکر کوفہ، بصرہ، اور مصر وغیرہ سے کئی ہزار افراد پر مشتمل شر پسندوں اور باغیوں کا گروہ اچانک مدینہ منورہ پہنچ گیا۔"

یہ ایک طویل اقتباس ہے جس میں دارِ عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ کی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ان لوگوں کے نام کا تذکرہ بھی ہے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خونِ ناحق سے اپنے ہاتھ رنگین کئے۔ پھر اس کے بعد یہ عنوان ہے

"حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت ——"

اس عنوان کے تحت یہ عبارت تحریر ہے:

"باغی جب حضرت عثمان کو شہید کرنے کے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور مدینہ میں جتنا فساد وہ کرنا چاہتے تھے کر چکے" —— اس کے بعد یہ عنوان ہے:

"حضرت عثمان کے خلاف سازش اور شہادۃ —"

اس عنوان کے تحت یہ عبارۃ ہے:

لیکن صد ہزار افسوس کہ اسلام کے خلاف خاندانِ بنی ہاشم کے ایک فرد ابی لہب اور اسکی بیوی نے عناد و سازش کا جو بیج بویا تھا اور جس پر قرآن حکیم کی سورۃ "تبت یدا" میں ان دونوں کو ملعون ٹھہرایا تھا۔ وہ بیج ایک پودے کی شکل میں مدینہ پہنچا اور پروان چڑھتا رہا۔ اس کا پہلا نشانہ حضرۃ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب بیوی حضرت ابوبکر کی پیاری بیٹی اور اُمۃ کی محترم ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنائی گئیں۔ اور ان پر مخالفوں و سازشیوں نے تہمت عائد کی جس کی براۃ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح طور پر فرمائی۔ بالآخر یہی سازش تھی جس نے خلافت کے مسئلہ پر نزاع کھڑا کیا۔ اور افرادِ بنی ہاشم نے چھٹے ماہ تک حضرۃ ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔ اسی سازش نے ایران کے مفتوحین کا ایک گروہ مدینہ میں آباد کیا اور خلیفہ ثانی حضرۃ عمر کو شہید کرایا۔ [ص ۱۷]

پھر یہ عنوان ہے: —— "خطرناک سازش کو ناکام بنا دیا۔"

اور اسی عنوان کے تحت یہ عبارۃ ہے:

"انہوں نے بنو ہاشم کے نوجوانوں سے ربط و ضبط بڑھایا۔ ہرمزان ایک ایرانی کے گھر پر ایرانی نومسلموں اور بنو ہاشم کے نوجوانوں کا اٹھنا بیٹھنا ہوتا رہتا تھا اور ایک گروہ تشکیل پاگیا تھا۔ ایک دن فجر کی نماز میں جبکہ ابھی کافی اندھیرا تھا اور حضرۃ عمر امامت فرما رہے تھے اس گروہ کے ایک

فرد فیروز ابو لؤلؤ نے پیچھے سے زہر آلود خنجر سے حضرۃ عمر پہ پے در پے قاتلانہ وار کرڈالے اور دوسرے کئی نمازیوں کو شہید و زخمی کر دیا۔ بعد کو خود بھی خودکشی کر لی۔ اس شخص نے جس خنجر سے حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملے کئے وہ ہرمزان کا تھا۔ حضرۃ عمر کے قتل کی سازش کے اصل محرک کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے۔"

ڈاکٹر کمال کی ان تحریرات سے یہ بات بالکل ہی واضح ہو جاتی ہے کہ حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ اور حضرۃ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادۃ میں بنو ہاشم بھی ملوث ہیں اور خصوصاً حضرۃ علی رضی اللہ عنہ۔ ڈاکٹر کمال کی یہ تحقیق انیق اور اس کا یہ نظریہ انتہائی غلط اور گمراہ کن ہے۔ اور اسکی تحقیق کی بنیاد ہی بدنیتی پر ہے۔ ہمیں مزید حیرانی اس بات پر ہے کہ بقول نعمانی صاحب کہ : ———

"کتابچہ کی قیمت ایک روپیہ لکھی ہے مرتب کا نام احمد حسین کمال ہے اور پتہ "جمیعۃ اکادمی" سی ۱۵۲ کورنگی ۲ کراچی مرقوم ہے"

جمیعۃ کے نام پر قائم شدہ " اکادمی" بھی اگر اس طرح کی گمراہ کن اور الحاد انگیز کتب ملک میں تقسیم کرے تو پھر سوائے اس کے ہم کیا کہہ سکتے ہیں ——— "چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی"

نعمانی صاحب کتابچہ کے ابتدائی اقتباس کے ان جملات پر کہ :

"مدینہ کے ایک گروہ کی حوصلہ افزائی پا کر کوفہ، بصرہ، اور مصر وغیرہ سے کئی ہزار افراد پر مشتمل شرپسندوں اور باغیوں کا گروہ اچانک مدینہ منورہ پہنچ گیا"۔

تنقید کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں :

حالانکہ سب جانتے ہیں کہ مدینہ میں رہنے والے اکابر حضرۃ علی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اصلاح حال کی کوششوں میں ذرا کمی نہیں کی وہ برابر اس سلسلہ میں سرگرم ہی رہے اور باغیوں کو فتنہ سامانیوں سے باز آنے کی برابر فہمائش کرتے رہے ———

اگر مرتب رسالہ "مدینہ کے ایک گروہ" سے حضرۃ علی رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس مراد لیتا ہے تو یہ اس کے زیغ باطن کی دلیل ہے اور نعمانی صاحب کا یہ انکار کہ مدینہ میں رہنے والے اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف جعلی اور وضعی نسبت کردہ خطوط فریب خوردہ عوام میں قائدین تحریک نے اپنی مراد برآری کے لئے مشتہر کئے تو تحریک سبائیہ کی سازشی کارروائیوں سے عدم واقفیت کی بنا پر ہے۔ یا کسی مصلحت کے پیش نظر تجاہل ہے۔ اس جملہ کی وضاحت اور

مرتب رسالہ اور اس کے ناقد کے جادۂ اعتدال سے اعتزال پذیر نظریہ کی نشاندھی کے لئے ضروری ہے کہ پہلے تحریکِ سبائیہ کے پسِ منظر سے نقاب کشائی کی جائے اور قائدینِ تحریک کے طریقِ کار کو بیان کیا جائے ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دینِ فطرۃ کے ساتھ اللہ تعالی کی طرف سے مبعوث ہوئے آپ نے جہدِ مسلسل کے ساتھ دعوۃ اسلامی کی اشاعۃ کی ۔ آپ کی اس دعوۃ کو جن سعید افراد نے قبول کیا انہوں نے اپنی پوری زندگی اس دعوۃ کی اشاعۃ میں صرف کر دی اور اقصائے عالم میں تبلیغِ دین کے فریضہ کو احسن طریقہ سے سرانجام دیا ۔ اعدائے اسلام نے جب اس بات کا مشاہدہ کیا کہ دعوۃِ اسلامی کی اشاعت میں ان کی ہر مدافعانہ تحریک ناکام ہو چکی ہے تو انہوں نے طریقِ کار کو تبدیل کر کے منافقۃ کے پردے میں اسلام کے خلاف زیرِ زمین تحریک کا آغاز کیا ۔ اور مختلف کاروائیوں سے مسلمانوں میں افتراق وانشقاق کی آگ کے شعلے بھڑکائے ۔ اس طرح کی تحریکات کی بنیاد زیادہ تر آتش پرست ، یہود ، نصاریٰ نے رکھی ، چنانچہ افتراقِ اُمۃ کے فلسفہ کی کتب میں ان الفاظ میں اس حقیقۃ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ۔

كانوا يحملون بين جوانحهم
حقد متاً حجة تحملهم على
تبييت كل شر ضد هذا
النور الوهاج ولما استيقنت
انفسهم انهم لا يستطيعون
الوقوف بالقوة امام هذا السيل
الجارف لكل مبطل و هارف .
سلكوا طريق الاحتيال فى الوصول
الى امانيهم . فاندسوا بين
المسلمين متظاهرين بالورع الكاذب
مستشرين انواع الفتن بين الصحابة
والتابعين ومن بعدهم الى
ان حدثت تلك الفتن الدامية

یہ لوگ اپنے سینوں میں اسلام کے خلاف
بھڑکتا ہوا بغض وعناد اُٹھائے رکھتے تھے جو
کہ ان کو دینِ اسلام کے چمکتے ہوئے نور کے
خلاف ہر شر و سازش کی آبیاری کرنے
پر برانگیختہ کرتا تھا اور جب انہیں اس بات
کا کامل یقین ہو گیا کہ وہ قوتِ بازو کے
ساتھ اسلام کے سیلِ رواں کے
سامنے نہیں ٹھہر سکتے جو کہ ہر باطل کو بہا کر
لے جانے والا ہے تو انہوں نے اپنی مراد بر آری
کے لئے حیلہ سازی کا طریقہ اختیار کیا اور
منافقانہ طریق پر مسلمانوں میں گھس گئے اور
اپنی جھوٹی پرہیزگاری کا اظہار کیا اور اسی
طریقہ پر انہوں نے صحابہؓ تابعین اور بعد کے

هذا اهل بيت النبوة رضي الله عنهم فبدءوا يتظاهرون بمظهر العطف على آل الرسول صلوات الله وسلامه عليه وآله (مقدمه كشف اسرار الباطنية شيخ محمد زاهد الكوثري)

مسلمانوں میں مختلف قسم کے فتنوں کی آگ کو بھڑکایا حتیٰ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے خلاف یہ فتنے برپا ہو گئے اور ان لوگوں نے اپنی تحریک کا آغاز آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے اظہار میں کیا۔

اسلام کے خلاف یہ تو عمومی طور پر اعداءِ اسلام کے طریق کار اور ان کے جذبات کی ترجمانی اور عکاسی ہے۔ لیکن عملی دنیا میں اسلام کے خلاف یہ زیرِ زمین سازشیں یہود بے بہبود کے ہاتھوں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اور پھر یہودیوں سے یمن کے ایک یہودی عبداللہ ابنِ سبا نے اس تحریک کا آغاز کیا۔ علامہ ابنِ عساکر اس یہودی کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

كان يهودياً فاظهر الاسلام وطاف بلاد المسلمين ليفتنهم عن طاعة الائمة ويدخل بينهم الشر۔ (حاشيه التبصير في الدين ص ۱۰۸)

عبداللہ ابنِ سبا در اصل یہودی تھا پھر اس نے بظاہر اسلام قبول کیا اور عالمِ اسلام کے بلاد میں اس نے چکر لگایا تاکہ عوام کو اپنے حکام کی اطاعت سے برگشتہ کرے اور ان کے درمیان فتنہ کی آگ بھڑکائے۔

اس "طواف البلاد" کے زمانہ میں وہ بصرہ میں نمودار ہوا وہاں سے اس کو نکال دیا گیا۔ پھر کوفہ گیا وہاں سے بھی نکالا گیا۔ حجاز میں بھی اس نے چکر لگایا۔ آخر بطورِ مرکزِ تحریک کے اس نے مصر کا انتخاب کیا۔

وبعد ثلاث سنين من امارة ابن عامر بالبصرة بلغه ان رجلاً نزل على حكيم بن جبلة العبدي وله آراء غير مقبولة فطلبه ابن عامر فسأله من انت فقال رجل من اهل الكتاب رغبت في الاسلام وفي جوارك فقال ما

عبداللہ بن عامر عاملِ بصرہ کی امارۃ میں تین سال گزرنے کے بعد ان کو یہ بات پہنچی کہ ایک شخص لادینی نظریات کا حامل حکیم بن جبلہ کے پاس مقیم ہے۔ اسکو ابنِ عامر نے طلب کیا اور اس سے پوچھا تو کون ہے۔ اس نے جواب دیا میں اہلِ کتاب میں سے ہوں۔ اب مسلمان ہوا ہوں اور آپکی امان میں رہتا ہوں۔

يبلغني ذالك اخرج عني
فخرج حتى اتي الكوفه فاخرج منها
فأتي الحجاز و الشام فاخرج منها.
فاتي مصر فعشش فيها ثم باض
و فرخ و كان هذا الرجل هو
عبد الله بن سباء و ابن السوداء
وهي امه كان يهوديا ثم اظهر
اسلامه مع ضمير خبيث وكانت
له آراء فاسدة منها انه كان
يقول عجبت ممن يصدق برجوع
المسيح و لا يصدق برجوع محمد
و كان هذا ابتداء
القول بالرجعة وكان يقول
ان عليا وصي محمد
و قد غصبه من ولي
قبله حقه فالواجب
على المسلمين ان يقوموا
لاعادة الحق الى
اهله - وقد تبع
مذهبه كثير ممن
طاشت احلامهم
لكان هذا من
ضمن الاسباب التي

انہوں نے کہا تمہارے متعلق جو باتیں پہنچی ہیں
ان کے باعث تم یہاں سے نکل جاؤ۔ وہ شخص
وہاں سے نکلا اور کوفہ میں آیا۔ اور وہاں
سے بھی نکالا گیا پھر شام اور حجاز کی طرف گیا
وہاں سے بھی اس کو نکال دیا گیا۔ پھر مصر
پہنچا یہاں اس نے گھونسلہ بنایا۔ انڈے
دیئے، اور بچے نکالے اور یہ شخص عبداللہ بن
سبا، اور ابن السوداء ہے اور سوداء اسکی
ماں کا نام ہے اور یہ شخص یہودی تھا پھر
اس نے بظاہر اسلام قبول کیا۔ لیکن اسکے
دل میں خباثت بھری ہوئی تھی اور اس کے
نظریات مردانہ تھے اور اس کے نظریات میں سے
اس کا ایک نظریہ یہ تھا کہ میں اس شخص
پر متعجب ہوں کہ جو حضرۃ مسیح علیہ السلام کی
رجعۃ کے عقیدہ کا تو قائل ہے لیکن حضرۃ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کی رجعۃ کے عقیدہ کا قائل
نہیں "عقیدہ رجعۃ" کی بنیاد اسی شخص نے
رکھی اور یہ بھی کہتا تھا کہ حضرۃ علی رضی اللہ عنہ
حضرۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ولی ہیں اور
جو شخص حضرۃ علی سے پہلے خلیفہ متعین ہوا ہے
اس نے حضرۃ علی کے حق کو غصب کیا ہے۔
لہذا مسلمانوں پر واجب ہے کہ حقدار کے
حق کو وصول کرنے کے لئے تحریک چلائیں۔

ادت الى شق عصا الطاعة وافتراق الامة الاسلامية التى لا ينفعها الا الاجتماع والا نحسار ولا يضرها الا الافتراق والاختلاف (اتمام الوفاء ص۱۸۴)	اور اس کے ان لادینی نظریات کو بے دقوف لوگوں نے قبول کیا۔ اور یہ ان اسباب میں سے ایک سبب ہے جس نے اُمت کے اندر اختلاف و انشقاق پیدا کیا ہے۔ حالانکہ امت کی خیر خواہی اور اس کی بھلائی اتحاد و اجتماع میں ہے اور اختلاف اس کے لئے نقصان دہ اور مضرۃ رساں ہے۔

اور جب مصر میں اس نے پر پُرزے نکال لئے تو اس نے باقاعدہ تحریک کا کام شروع کر دیا۔ کامل ابن اثیر میں ہے : ـــــــــــ

فاستقر بها وجعل يكاتبهم ويكاتبونه وتختلف الرجال بينهم ۔[کامل ابن اثیر ص۵۵ ج۲ بحوالہ تدوین حدیث ص۲۲۴]	مصر ہی میں ابن سبا ٹھہر گیا اور [اس کی سازشں میں جو لوگ شریک تھے] ان سے وہ خط و کتابت کرنے لگا وہ انہیں لکھتا اور وہ اسے لکھتے اور لوگوں کی آمد و رفت کا سلسلہ بھی جاری تھا۔

بقول مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مصر ہی سے اس نے صحابیت کے خلاف طوفان اُٹھایا اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھا ہے :

بث دعاته وكاتب من استفسد فى الامصار وكاتبوه ودعوا فى السر الى ما عليه رأيهم [ص۵۹ ج۳ ـــــ بحوالہ تدوین حدیث ص۲۲۴]	اس نے اپنے گوئندوں اور نمائندوں کو اطرافِ ملک میں پھیلا دیا اور ان لوگوں سے خط و کتابت شروع کی جو "الامصار" [فوجی چھاؤنیوں میں] بگڑ چکے تھے۔ وہ بھی انہیں لکھتا اور وہ اسکو لکھتے۔ اور پوشیدہ طریقوں سے لوگوں کو ان ہی باتوں کی دعوۃ دینے لگے جو ان کی رائے تھی۔

اور اسی خفیہ خط وکتابت میں اُنکا یہ طریقہ بھی تھا کہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف سے جعلی اور وضعی خطوط لکھ کر فریب خوردہ عوام میں تقسیم کرتے تھے اور خصوصی طور پر یہ لوگ حضرۃ علی رضی اللہ عنہ کی طرف نسبۃ کردہ خطوط عوام میں تقسیم کرتے تھے حتیٰ کہ جب یہ لوگ حاکم مصر کی طرف ارسال کردہ ایک جعلی اور وضعی خط لیکر حضرۃ علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کو کہا کہ آپ ہمارے ساتھ مل کر حضرت عثمان کے پاس چلیں تو آپ نے ان کے ساتھ مل کر جانے سے انکار کر دیا۔ اس پر انہوں نے کہا :

فلِمَ کتبت الینا ؟ — پھر آپ نے ہمیں خط کیوں لکھا ؟

حضرۃ علی رضی اللہ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا :

واللہ ما کتبت الیکم کتاباً قط — بخدا میں نے کبھی بھی تمہیں کوئی خط نہیں لکھا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے منہ سے یہ بات سُن کر وہ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے : ———

أ لھذا تقاتلون — کیا تم اِسی کے لئے لڑتے ہو اور اسی کے

و لھذا تغضبون ؟ — لئے غضبناک ہوتے ہو ؟

——— (طبری ج ۵ ص ۱۹۴ بحوالہ النقیب ختم نبوت۔ ملتان جلد ۲ شمارہ ۱۲)

اور ان تمام خفیہ خطوط کا مرکزی نقطہ یہ ہوتا تھا کہ حضرۃ عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوۃ کرنا جہادِ اکبر ہے۔

وزورت کتب علی لسان الصحابۃ الذین بالمدینۃ وعلی لسان علی وطلحۃ والزبیر یدعون الناس الی قتال عثمان ونصر الدین وانہ اکبر الجہاد الیوم۔ (البدایۃ والنہایۃ ج ۷ ص ۱۷۵ بحوالہ نقیب ختم نبوۃ ملتان جلد ۲ شمارہ ۱۲)

مدینہ منورہ میں مقیم صحابہ کرام اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ، سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے جعلی اور جھوٹے خطوط لکھے گئے جن میں لوگوں کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے جنگ و قتال کرنے کی دعوۃ دی گئی اور انہیں کہا گیا تھا کہ آج عثمان سے جنگ کرنا دین کی بہت بڑی خدمت اور جہاد ہے

ایک اور روایۃ کے بارے میں امام اعمش فرماتے ہیں :-

وفی ھذا وامثالہ دلالۃ — یہ روایۃ اور اس قسم کی دوسری روایات

ظاھرۃ علی ان ھولاء الخوارج قبحھم اللہ زوروا کتباً علی لسان الصحابۃ الی الآفاق یحرضونھم علی قتال عثمان [البدایۃ والنہایۃ ج۷ ص۱۹۵ بحوالہ نقیب ختم نبوۃ ملتان ج ۱ شمارہ ۱]

اس بات پر صاف طور پر دلالت کرتی ہیں کہ ان باغیوں نے خدا ان کا ستیاناس کرے صحابہ کرام کی طرف سے جعلی خطوط ملک کے مختلف حصّوں میں لکھ کر بھیجے جن میں لوگوں کو امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ و قتال کے لئے مشتعل کیا گیا تھا۔

ان تاریخی حقائق سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ تحریک سبائیہ کے قائدین کا طریق کار یہی تھا کہ وہ اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف سے جعلی اور وضعی خطوط لکھ کر ان سادہ لوح لوگوں کو جو ان کے دام تزویر میں پھنس چکے تھے، دکھلاتے تھے کہ ان حضرات کی رائے بھی ہماری تائید میں ہے۔ اب ان حقائق کی روشنی میں ہم یہ کہتے ہیں کہ کوفہ، بصرہ اور مصر وغیرہ کے فریب خوردہ باغیوں نے یہی سمجھا کہ واقعی مدینہ کے اکابر صحابہ کی تائید ہمیں حاصل ہے۔ اب اگر ان جعلی اور وضعی خطوط کے متعلق کوئی شخص یہ سمجھے کہ یہ خطوط واقعی حضرات صحابہ اور حضرۃ علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے لکھے گئے ہیں جیسا کہ مرتب رسالہ کی رائے ہے تو یہ اس کی جہالت اور نادانی ہے اور اگر کوئی شخص کلیۃً ان خطوط کا انکار کر دے اور اس بات پر اصرار کرے کہ اس طرح کی کوئی خفیہ سازش نہیں ہوئی۔ تو اس کا یہ انکار ایک بدیہی حقیقۃ کا انکار ہوگا جیسا کہ نعمانی صاحب کا اصرار ہے۔

اور مرتب رسالہ کے اس قول پر کہ : ——————

بالآخر یہی سازش تھی جس نے خلافت کے مسئلہ پر نزاع کھڑا کیا اور افراد بنی ہاشم نے ۶ ماہ تک حضرۃ ابوبکر کے ہاتھ پر بیعۃ نہیں کی اسی سازش نے ایران کے مفتوحین کا ایک گروہ مدینہ میں آباد کیا اور خلیفہ ثانی حضرۃ عمر کو شہید کرایا۔ ——————

مولانا نعمانی تنقید کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں :

حالانکہ مدینہ میں ہرمزان یا دوسرے نومسلموں کے آباد کرنے میں نہ کسی کی کوئی سازش تھی نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادۃ کسی سازش کے تحت عمل میں آئی۔

یہاں بھی مرتب رسالہ اپنی کج ذہنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بنو ہاشم کو حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ کے قتل میں ملوث

کرنا چاہتا ہے حالانکہ اس قسم کی سازش بھی نہیں تھی اور حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ نے زخمی ہونے کے بعد خود ہی صحابہ سے یہ سوال کیا : ——————

ثم اقبل علی القوم فقال	اس کے بعد حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کی طرف
أكان هذا عن ملاء منكم	متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ کیا یہ عمل تمہارے مشورہ
فقالوا معاذ الله - والله لو	سے ہوا ہے؟ انہوں نے جواباً عرض کیا پناہ بخدا
ددنا انا فدیناک بآبائنا	خدا کی قسم ہماری تو آرزو یہ ہے کہ ہمارے ماں
وزدنا فی عمرک من اعمارنا	باپ آپ پر فدا ہوں اور ہماری زندگی آپ
انه لیس بک بأس [ازالۃ الخفاء	کی زندگی میں داخل کی جائے تحقیق آپ خیریت
ص۳۱۸ ج ۲]	سے ھیں ۔

لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی اپنی جگہ پر ثابت ہے کہ خود حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خدشہ ضرور تھا کہ انکی شہادۃ نومسلم ایرانی اور مجوسی غلاموں کی سازش کا نتیجہ ہے ۔ چنانچہ روایات میں ہے کہ جس وقت حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو آپ نے حضرۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ مجھ پر کس نے حملہ کیا ہے تو حضرۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دیکھ کر فرمایا کہ مغیرہ کے غلام نے ۔ پھر حضرۃ عمر رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا کہ وہی غلام جو کہ کاریگر ہے انہوں نے عرض کیا کہ ہاں —— اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خُدا کا شکر ہے کہ میری موت اس شخص کے ہاتھ سے واقع نہیں ہوئی جو کہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہو ۔ اس کے بعد آپ نے حضرۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تو اور تیرا والد اس بات کو پسند کرتے تھے کہ مدینہ میں غُلاموں کی بہتات ہو ۔ حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ کا یہ معنی خیز جملہ اس بات کیطرف اشارہ کرتا ہے کہ ان کو یہی شُبہ تھا کہ انکی شہادۃ مجوسی غلاموں کی سازش کا نتیجہ ہے ۔ اور ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں جو کہ حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ کے اس شُبہ کی تردید یا ازالہ کرے ۔ بلکہ حالات اور واقعات حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ کے اس شُبہ کی تائید کرتے ھیں ۔ لہذا نعمانی صاحب کا یہ کہنا کہ :

" حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کسی سازش کے تحت عمل میں آئی تھی ۔ ——————

بالکل ہی واقعات اور حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ کے عندیہ کے خلاف ہے ۔

قال یا ابن عباس انظر من	حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن عباس

قتلنی ــــ فجال ساعــۃ ثم جــاء فقال غلام المغیرۃ : قال الصنع ۔ قال نعم قــال قاتلہ اللہ لقد امرت بہ معروفاً الحمد للہ الذی لم یجعل منیتی بید رجل یدعی الاسلام ۔ قد کنت انت و ابوک تحبان ان تکثر العلوج بالمدینۃ و کان العباس اکثرھم رقیقاً ــــــــ

[ازالۃ الخفاء صفحہ ۲۱۹ / ج ۲]

[اتمام الوفاء صفحہ ۱۷۱]

دیکھو مجھے کس نے قتل کیا ہے ۔ حضرۃ ابن عباس تھوڑی دیر چکر لگا کر واپس آئے اور انہوں نے کہا کہ مغیرہ کا غلام ، حضرۃ عمر نے دریافت کیا کہ وہ غلام جو کاریگر ہے ۔ انہوں نے کہا ہاں ، حضرۃ عمر نے فرمایا خدا اس کو غارت کرے میں نے اس کو بھلائی کا حکم دیا تھا ۔ اس کے بعد آپ نے کہا اس اللہ کی حمد ہے کہ جس نے میری موت کا وقوع اس کے ہاتھ پر نہیں کیا جو کہ اسلام کا مدعی ہو ۔ اس کے بعد آپ نے ابن عباس کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تو اور تیرا والد اس بات کو پسند کرتے تھے کہ مدینہ میں غلاموں کی بہتات ہو اور یہ بات ثابت ہے کہ حضرۃ عباس کے بہت سے غلام تھے ۔

مرتب رسالہ نومسلم ہرمزان کو حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی سازش میں شریک کرتے ہوئے تحریر کرتا ہے : ــــــــ

" اس گروہ کے ایک فرد فیروز ابولؤلؤ نے پیچھے سے زہر آلود خنجر سے حضرت عمر پر پے در پے قاتلانہ وار کر ڈالے اور دوسرے کئی نمازیوں کو شہید و زخمی کر دیا ۔ بعد کو خود بھی خودکشی کر لی ۔

اس شخص نے جس خنجر سے حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملے کئے وہ ہرمزان کا تھا ۔ حضرت عمر کے قتل کی سازش کے اصل محرک کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا تھا ۔ چنانچہ حضرۃ عمر کے صاحبزادے عبید اللہ نے مشتعل ہو کر ہرمزان کو قتل کر دیا اور چند دوسرے سازشی بھی اس کی زد میں آ گئے " ۔

(باقی آئندہ)